زبان وبیان کے ذریعے تبلیغِ دین کی خدمت کو مؤثر انداز میں
سرانجام دینے کے لیے مطالعہ کیجیے

بیان کو کیسے مفید بنائیں؟

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

بیان کے لیے نیت کیا ہونی چاہیے؟

- بیان صرف اور صرف اللہ تعالٰی کی رضا کی خاطر اخلاص کے ساتھ کرنا چاہیے، اس سے بڑی برکت ہوتی ہے اور بیان نہایت ہی مؤثر اور مفید ثابت ہوتا ہے۔ ریاکاری اور نام ونمود کی نیت سے بیان کرنا نہایت ہی مذموم عمل ہے، اس سے نہ تو بیان اللہ تعالی کی بارگاہ میں قبول ہوتا ہے، نہ وہ مؤثر اور مفید ثابت ہوتا ہے اور نا ہی کسی کی زندگی میں انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور اگر کچھ چرچا اور نام ونمود ہو بھی جائے تب بھی وہ وقتی ہوتا ہے پانی کے اُس بلبلے کی طرح جس کا وجود جلد ختم ہو جاتا ہے۔
- بیان کرتے وقت خود بھی اس پر عمل کرنے کی نیت ہونی چاہیے، کیوں کہ جس بیان پر خود عمل کی نیت نہ ہو تو اس کی وجہ سے دوسروں سے عمل کی امید کیسے رکھی جاسکتی ہے؟؟
- بیان کرتے وقت سب سے پہلے اپنا آپ مدنظر ہونا چاہیے کہ اس بیان کے ذریعے پہلے اپنے آپ کو مخاطب کیا جائے کہ مجھے بھی اس بیان کی زیادہ ضرورت ہے، یعنی پہلے اپنے استفادے کی نیت کرنی چاہیے، پھر دوسروں کے افادے کی نیت ہونی چاہیے، اور یہ حقیقت ہے کہ جو بیان اپنے استفادے کی نیت سے کیا جائے تو اس سے اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور دوسروں کو بھی۔
- بیان کرتے وقت یہ بھی نیت ہونی چاہیے کہ میں اپنی ذمہ داری سرانجام دے رہا ہوں کہ دین کی اشاعت حسبِ استطاعت میری ذمہ داری ہے۔
- محض بیان کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہوا کرتی کہ بیان کرنے والا سامعین سے افضل اور بہتر ہے، اس لیے بیان کرتے وقت اپنے آپ کو سامعین سے افضل یا اچھا ہر گز تصور نہیں کرنا چاہیے بلکہ سامعین سے زیادہ اپنے عیوب پر نظر ہونی چاہیے اور یہ تصور کرنا چاہیے کہ میری علمی اور عملی حالت تو ایسی نہیں ہے کہ میں کسی کو دین کی بات کہہ سکوں اور نا ہی میں اس کا اہل ہوں، لیکن اللہ تعالی نے میرے عیوب پر پردہ ڈال رکھا ہے، جس کی وجہ سے لوگ اچھا گمان لیے بیٹھے ہیں، اور یہی نیت در حقیقت مقامِ عبدیت کا تقاضا ہے کہ بندہ اپنے آپ کو کچھ بھی نہ سمجھے۔
- بیان سے متعلق یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ یہ بھولے ہوئے سبق کی بڑی یاد دہانی بھی ہے،

جس سے مجھے بھی عمل کی توفیق ہو گی اور سامعین کو بھی ان شاء اللہ۔

- بیان کرتے وقت مجمع پر نظر نہ رکھی جائے کہ کتنے افراد بیٹھے ہیں، بلکہ اپنے مقصد پر نظر رکھتے ہوئے صرف اللہ رضا کی خاطر بیان کیا جائے، یہی اخلاص کا تقاضا ہے۔
- بیان سے دنیوی مفادات ہر گز مقصود نہیں ہونے چاہیے اور نا ہی ان کی نیت ہونی چاہیے، بلکہ اس کا اجر اللہ ہی سے طلب کرنا چاہیے۔ حضرات انبیا علیہم السلام اپنی قوم کو دعوت دیتے وقت یہ بھی ارشاد فرماتے کہ: يَاقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ (سورۃالھود:51)

بیان سے پہلے رجوع الی اللہ کی اہمیت:

جس طرح ہر عمل سے پہلے رجوع الی اللہ کی اشد ضرورت ہوا کرتی ہے اسی طرح بیان سے پہلے بھی رجوع الی اللہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے کہ اللہ کی طرف توجہ کر کے اس کے سامنے اپنی عاجزی، بے بسی اور نا اہلی کا اعتراف کر لیا جائے، اس سے مدد مانگی جائے، عافیت اور بیان کی افادیت کی دعا کی جائے۔ اس عمل کی اہمیت اور افادیت نہایت ہی زیادہ ہے، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی مدد میسر آتی ہے جس کا مشاہدہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ حضرات اکابر بھی اس کا بخوبی اہتمام فرماتے ہیں۔

دردِ دل اور خلوص:

بیان کے لیے جہاں تقویٰ، علمی و عملی پختگی نہایت ہی اہمیت رکھتی ہے تو وہاں بیان کرنے والے کا خلوص اور سوزِ جگر بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے، کہ بیان دردِ دل اور سوزِ جگر سے کیا جائے۔

بیان کی تیاری کیسے کی جائے؟

- بیان سے قبل بھرپور تیاری کرنی چاہیے کیوں کہ یہ بھی بیان کی جان ہوا کرتی ہے، بیان کا بڑا دارومدار اسی پر ہوا کرتا ہے، اس سے صلاحیت اور استعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے، علمی ترقی بھی نصیب ہوتی ہے، جھجک اور خوف بھی ختم ہو جاتا ہے اور بیان بھی بہتر سے بہتر انداز میں کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ جب تک بیان کی بھرپور تیاری نہ ہو تو بیان میں جان نظر نہیں آتی اور نا ہی بیان کا مقصد پورا ہو سکتا ہے، اور سامعین بھی اکتاہٹ کا شکار نظر آتے ہیں، اس لیے بیان میں محض خانہ پوری کرنے اور وقت گزاری کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیوں کہ یہ شدید نقصان دہ ہے۔
- موضوع سے متعلق آیات، احادیث اور واقعات جمع کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے کیوں کہ اس سے بیان مدلل بھی ہوتا ہے، مستند بھی اور مؤثر بھی۔
- موضوع کے لیے جن باتوں کا انتخاب کیا جائے وہ انتہائی مستند ہونی چاہیے کیوں کہ دین کی اشاعت نہایت ہی ذمہ داری والا معاملہ ہے، غیر مستند باتیں بیان کرنا دین کی خدمت ہرگز نہیں، بلکہ بہت بڑا جرم ہے، اور ایسا کرنے سے رفتہ رفتہ لوگوں کا اعتماد بھی ختم ہوتا جاتا ہے۔
- جب کسی موضوع کا انتخاب کیا جائے تو اس کو جامع اور وسیع بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، اس کے تمام تر پہلو زیر بحث لانے چاہیے تاکہ کوئی گوشہ تشنہ نہ رہے اور موضوع کی مکمل حقیقت سامنے آجائے، جس کے لیے ضروری ہے کہ بیان کے لیے بھرپور تیاری کے دوران معاشرے پر بھی نظر رکھی جائے اور اس موضوع سے متعلق معاشرے میں جو جو امور رائج ہیں انھیں بھی شامل کیا جائے، اس سے لوگوں کو وہ بیان معاشرتی معلوم ہوگا اور اس سے اپنی عملی زندگی میں راہنمائی لے سکیں گے۔
- بیانات کے لیے ایک کاپی یا ڈائری نما بنانی چاہیے، جس میں اپنے بیانات سے متعلق اہم نکات نوٹ کیے جائیں، قرآنی آیات اور احادیث درج کی جائیں، مختصر انداز میں واقعات تحریر کیے جائیں اور مفید اشعار شامل کیے جائیں۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ اہم مواد جمع ہوتا جائے گا، جس سے بیان کی تیاری بھی آسانی سے ہو سکے گی اور آئندہ بھی بیان کی تیاری کرتے وقت اس کو دیکھنے

سے کافی مدد ملے گی۔

- بیان سے پہلے اس کا خاکہ بنانے کی عادت ہونی چاہیے، جس میں بیان کی ترتیب لکھی جائے کہ بیان کی ابتدا، انتہا اور وسط کیسے ہونے چاہیے، اس میں آیات، احادیث اور واقعات درج کیے جائیں اور جو باتیں بیان کرنی ہوں ان کے عنوانات اور اشارات درج کیے جائیں، اس کے بعد بیان کو ترتیب دینے کا مرحلہ سامنے آتا ہے، بیان کی ترتیب یوں ہونی چاہیے کہ اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے: ابتدائی حصہ، درمیانی حصہ اور آخری حصہ۔ ابتدائی حصے میں بطورِ تمہید بنیادی باتیں ہونی چاہیے جو موضوع سے مربوط ہونی چاہیے، اس سے ذہن سازی بھی اچھی طرح ہو سکے گی، اور اس میں موضوع کا تعارف جامع اور دلنشین انداز میں ہونا چاہیے۔ دوسرے حصے میں اس موضوع سے متعلق آیات، احادیث اور واقعات ہونے چاہیے تاکہ گفتگو مدلل بھی ہو سکے اور مستند و مؤثر بھی۔آخری حصے میں بیان کو سمیٹتے ہوئے موضوع کا بہترین خلاصہ بیان کرنا چاہیے جو کہ بیان کی جان ہوتا ہے اور پھر مؤثر دعوت دینی چاہیے، تاکہ سامعین کو بخوبی وہ بات ذہن نشین ہو جائے اور ان کو ایک نظریہ، پیغام اور لائحہ عمل میسر آسکے۔
- موقع محل کے اعتبار سے موضوع سے متعلق لطائف بھی مفید رہتے ہیں، اس سے بات سمجھنے میں بھی آسانی رہتی ہے اور سامعین کو نشاط اور تازگی بھی میسر آتی ہے، البتہ یہ یاد رہے کہ لطائف مفید اور مہذب ہونے چاہیے۔
- بیان سے قبل تنہائی میں مشق بھی کرنی چاہیے، اس کا بھی بہت بڑا فائدہ ہے۔

بیان میں قرآن و حدیث سے متعلق اہم امور:

- قرآنی آیات اور احادیث کی تفسیر و تشریح کرتے وقت عصر حاضر کو مد نظر رکھنا چاہیے، ان کو زندہ جاوید پیش کرنا چاہیے کہ لوگوں کو یہ تاثر ملے کہ یہ آج بھی ہمارے لیے راہنما ہیں، ہماری کامیابی کے ضامن ہیں، اور ان کو یہ احساس ہو چلے کہ انہی کو چھوڑنے کی وجہ سے آج ہم پستی کا شکار ہیں۔
- بیان کے دوران قرآن کریم اور احادیث کا لفظی ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ سلیس اور بامحاورہ ترجمہ

ہونا چاہیے کیوں کہ اس سے لوگ قرآن وحدیث کا مطلب بخوبی سمجھ لیتے ہیں اور یہی مقصود ہے۔

- آیات اور احادیث کے مفہوم کے ساتھ ساتھ عربی عبارت بھی پڑھی جائے تو اس سے بیان کی تاثیر اور اہمیت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

- بیان میں واقعات نہایت ہی اہمیت کے حامل ہوا کرتے ہیں، اس سے بات بھی بآسانی سمجھ آجاتی ہے اور عملی نمونہ بھی سامنے آتا ہے، البتہ واقعات برائے واقعات اور کہانی نہیں ہونے چاہیے بلکہ اس میں یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ واقعات بر محل ہوں، ان سے مقصود سبق ہو، ان سے نتائج اخذ کیے جائیں، اور اگر واقعات کسی کی طرف منسوب کیے جائیں تو وہ نسبت مستند بھی ہو۔
- بیان کے دوران موضوع سے متعلق بر محل اشعار بھی مفید رہتے ہیں۔
- بیان کے دوران موضوع کی مناسبت سے عوامی مثالیں بھی دینی چاہیے، اس سے لوگوں کو گفتگو اچھی طرح سمجھ آجاتی ہے، مثالیں ایسی ہوں کہ جو معاشرے میں رائج ہوں، یہ بھی ایک مفید طریقہ ہے اپنی بات موئثر طریقے سے دوسروں تک پہنچانے کا۔

بیان کے موضوع سے متعلق اہم امور:

بہترین موضوع میں درج ذیل خوبیاں ہونی چاہیے:

- ✓ موضوع مفید ہو، کیوں کہ جس موضوع کا کوئی فائدہ نہ ہو تو اس سے سوائے ضیاعِ وقت کے اور کیا حاصل؟؟
- ✓ موضوع زندہ ہو، مردہ موضوع منتخب کرنے سے معاشرے کو کوئی فائدہ نہیں ملتا۔
- ✓ موضوع تعمیری اور اصلاحی ہو، لیکن جو موضوع معاشرے کی تعمیر اور اصلاح کی بجائے تخریب اور انتشار پھیلانے کے کام آئے تو ایسے موضوع سے اجتناب کرنا نہایت ہی ضروری ہے کیوں کہ حضرات انبیا کرام علیہم السلام کے وارثین ان برائیوں سے دور رہتے ہیں۔
- ✓ موضوع معاشرتی ہو جس کی معاشرے کو ضرورت ہو، معاشرے کی ضرورت سے صرفِ نظر

کر کے غیر متعلقہ باتیں بیان کرنا بہت بڑا عیب بلکہ بے جا سعی ہے۔آجکل یہ المیہ کافی رائج ہو چکا ہے کہ ایسے مضامین بیان کیا جاتے ہیں جن کا تعلق معاشرے سے نہیں ہوا کرتا، جس کی وجہ سے ہماری سعی لاحاصل ٹھہرتی ہے۔

- ✓ موضوع عملی ہونا چاہیے کہ جو معاشرے کی انفرادی اور اجتماعی عملی زندگی سے تعلق رکھتا ہو اور لوگوں کے لیے ایک لائحہ عمل متعین کرے، اس سے معاشرہ دینی رخ پر ترقی پاتا ہے اور زندگیوں میں رفتہ رفتہ انقلاب لے آتا ہے۔

الفاظ کیسے ہونے چاہیے؟

بیان کے لیے جن الفاظ کا انتخاب کیا جائے ان میں درج ذیل خوبیوں کا پایا جانا نہایت ہی اہم ہے:

- الفاظ آسان سے آسان ہوں کیوں کہ اس کی وجہ سے عام سے عام آدمی بھی آپ کی گفتگو سمجھ لیتا ہے، جس سے بیان کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے، جبکہ بیان میں مشکل الفاظ استعمال کرنے سے لوگ مشکل الفاظ میں الجھ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے گفتگو کی افادیت کمزور ہو جاتی ہے۔یہی معاملہ علمی اصطلاحات کا بھی ہے کہ ان کو آسان اور عوامی الفاظ میں بیان کرنے چاہیے۔
- الفاظ عوامی اور معاشرے میں رائج ہوں کیوں کہ اس سے مخاطب اچھی طرح بات سمجھ لیتا ہے۔
- الفاظ مہذب ہوں، یہ بیان کا حسن ہے بلکہ یہ تہذیب و شرافت کا تقاضا بھی ہے، اس لیے ایسے تمام الفاظ سے اجتناب کیا جائے جو اخلاقی، تہذیبی یا معاشرتی لحاظ سے نامناسب ہوں۔
- الفاظ نرم ہوں، اس سے مخاطب کے دل میں بات اترتی چلی جاتی ہے اور اس کو اُنس ہوتا ہے اور اسے آپ کی گفتگو کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے، جبکہ سخت الفاظ وحشت اور دوری پیدا کرتے ہیں، اس لیے ایسے سخت الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے۔اور ایک عام سی بات یہ بھی ہے کہ جب ایک بات نرمی سے کہی جاسکتی ہے تو اس کو سخت الفاظ کے ذریعے بیان کرنا دانشمندی کا تقاضا نہیں ہو سکتا۔
- الفاظ نہایت ہی محتاط اور اعتدال پر مبنی ہوں کہ افراط و تفریط سے بچتے ہوئے غور فکر کے بعد تول تول کر بات زبان سے نکالی جائے۔

- گفتگو ہمیشہ مثبت ہونی چاہیے کیوں کہ اس سے مقصود بخوبی حاصل ہو سکتا ہے، اس لیے منفی گفتگو سے بہر صورت اجتناب کرنا چاہیے، کیوں کہ یہ سامعین کے لیے وحشت اور تنفر کا باعث ہوتی ہے اور اس سے بیان کی افادیت بھی کم سے کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح گفتگو میں حتی الامکان کوشش یہ کی جائے کہ کسی جماعت یا شخصیت کا نام لیکر یا صریح تذکرہ کر کے تنقید نہ کی جائے کیوں کہ اس سے دوسروں میں اصلاح کی بجائے تردید اور ضد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے حالاں کہ اس بیان کا مقصد ہی اصلاح ہے۔
- بیان میں لفاظی نہیں ہونی چاہیے اور نا ہی کسی کی نقل اتارنی چاہیے بلکہ بے تکلفانہ انداز میں بیان کرنا چاہیے۔

لہجہ کیسا ہونا چاہیے؟

- لہجہ مہذب ہو، یہ شرافت اور وقار کی علامت بھی ہے اور ایک مؤمن کی پہچان بھی۔
- لہجہ خیر خواہانہ ہو، جس سے سامعین کو یہ احساس ہو کہ یہ گفتگو ہمدردی کے جذبے سے کی جارہی ہے جس کی وجہ سے انھیں بات سمجھنے کا موقع ملتا ہے اور عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- لہجے میں طنز کا پہلو نہ ہو کیوں کہ اول تو طنز بذاتِ خود ہی ایک بُرا عمل ہے، دوم یہ کہ دین کا کام کرنے والوں کے لیے تو یہ کسی طرح مناسب نہیں، کیوں کہ دین کی اشاعت کی بنیاد نصیحت اور خیر خواہی پر ہے، تو ایسی صورتحال میں طنز کا تو کوئی جواز ہی نہیں بنتا، اور اسی طنز کی وجہ سے لوگوں میں بات تسلیم کرنے کی بجائے ضد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیوں کہ طنز دوسروں کی عزتِ نفس کو چیلنج کرتا ہے۔
- لہجہ نرم اور شفقت سے لبریز ہو، جس کی وجہ سے مخاطب بات کو دل سے قبول کرتا ہے۔
- لہجے میں موقع مناسبت سے مناسب اتار چڑھاؤ ایک مفید عمل ہے، جو کہ احادیث سے بھی ثابت ہے، یہ بیان کی تاثیر میں اضافہ کرتا ہے اور لوگوں کو بیان سمجھانے میں بھی انتہائی کارآمد ہے۔
- عام بیانات میں بلاوجہ حد سے زیادہ جوش سے پرہیز کرنا چاہیے کیوں کہ جو بات نرمی سے کہی

جاسکتی ہے اس میں جوش اپنانے سے برا تاثر ملتا ہے اور سامعین کو وحشت بھی ہوتی ہے البتہ ضرورت کے مواقع مستثنی ہیں۔

بیان کے دوران اشارات اور چہرے کے تاثرات:

بیان کے دوران چہرے کے تاثرات، ہاتھوں کے اشارات اور جسمانی حرکات بڑی ہی اہمیت رکھتے ہیں، اس سے بات سمجھنے میں بڑی ہی آسانی رہتی ہے، اس لیے خوشی، غم، افسوس، تعجب، حیرت کے موقع پر چہرے کے تاثرات کا اظہار اور گفتگو کی مناسبت سے اشارات اور حرکات بیان کو مؤثر بنانے میں نہایت ہی مفید ہے۔

بیان کے متفرق آداب:

- بیان نہ تو اتنا زیادہ طویل ہو کہ اکتاہٹ میں مبتلا کردے اور نہ اس قدر مختصر ہو کہ جس سے موضوع کا مقصد ہی پورا نہ ہو، بلکہ بیان کا دورانیہ طے کرنے میں موضوع کی اہمیت، سامعین کی توجہ ورغبت، وقت کی نزاکت اور مجمع کے حالات کو سامنے رکھنا چاہیے۔
- بیان نہ تو زیادہ سست رفتاری سے ہو کہ جو لوگوں کی بوریت کا سبب بنے اور نا ہی اس قدر تیز رفتاری سے ہو کہ لوگ ساتھ بھی نہ دے سکے۔
- کوشش یہی ہو کہ مکمل بیان موضوع ہی کے ارد گرد ہو، موضوع کو چھوڑ کر دیگر غیر متعلقہ باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے کیوں کہ اس سے قیمتی وقت بھی ضائع ہو جاتا ہے اور موضوع کا مقصد حاصل نہیں ہو پاتا۔البتہ یہ یاد رہے کہ بیان کے دوران اگر کوئی اہم بات ضمن میں آجائے اور اس کو بیان کرنا بھی اہم ہو تو اس کو بیان کردینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مفید ہے، بلکہ ماہر مقرر تو ایسے مواقع کی تلاش میں رہتا ہے جہاں انھیں متعدد اہم باتیں ضمن ضمن میں بیان کرنی پڑے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض باتیں مستقل طور پر بیان کرنی مشکل ہوتی ہیں جبکہ ضمن میں آسان۔

- اپنے بیانات کی ترتیب ایسے بنائی جائے کہ جس میں دین کا ہر ہر شعبہ موقع مناسبت سے بیان ہوا کرے، ایسا نہیں کہ چند چیزوں کو لے کر باقی کو چھوڑ دیا جائے، اس سے محدود دین کا تصور ہی ابھرتا ہے جو کہ آجکل بہت ہی بڑا المیہ بن چکا ہے۔
- بیان میں ایک اہم بات سامعین کی بات کی نفسیات کو سمجھنا ہوتا ہے کہ ان کی ذہنی سطح کیا ہے؟ ان کے رجحانات اور جذبات کیا ہیں؟ ایسے امور کو سامنے رکھتے ہوئے حکمت اور مصلحت اپنانی ہوتی ہے تاکہ اچھے انداز سے بات سمجھائی جا سکے، اگر کسی کو سامعین کی نفسیات پر گرفت حاصل ہو جائے تو پھر مجمع اس کے قابو میں رہتا ہے، اسے پھر سامعین کی اکتاہٹ کا علاج بھی آتا ہے اور سامعین کے شوق میں اضافہ کرنا بھی آتا ہے۔
- بیان کے دوران سامعین کی طرف بھرپور طریقے سے متوجہ رہنا چاہیے، اسی طرح پورے مجمع کی طرف وقتاً فوقتاً متوجہ رہنا چاہیے، اس سے بیان کی اہمیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے، لوگ بھی متوجہ اور بیدار رہتے ہیں، سامعین پر اچھا تاثر ملتا ہے اور مجمع قابو میں رہتا ہے، اس لیے بعض کو دیکھتے جانا اور دیگر کو نظر انداز کرنا اچھا تاثر نہیں چھوڑتا۔
- بیان کرنے والے کو چاہیے کہ اس کو ظاہری حلیہ مناسب رہے اور کوشش یہی ہو کہ ظاہر سنت کے مطابق رکھے اور لباس میں اہل علم اور صلحا کی مشابہت اختیار کرے، اپنے لباس، بال وغیرہ کی درستی مد نظر رکھے تاکہ عوام کے لیے نمونہ رہے۔ اپنے باطن کو ظاہر سے زیادہ خوبصورت بنائے کہ یہی اصل ہے۔

کردار کا غازی:

بیان کرنے والے کا ذاتی کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہوا کرتا ہے۔ کردار جس قدر اعلیٰ، صاف اور بلند ہوگا اتنا ہی لوگوں کا اعتماد حاصل ہوتا جاتا ہے اور یہی کردار بیان کو مؤثر سے مؤثر بنانے میں بہت ہی زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اس لیے بیان کرنے والے کو چاہیے کہ وہ شریعت کا سچا پیروکار اور سنت کا دلدادہ ہو، بہترین اخلاق کا نمونہ ہو، قول اور عمل میں سچا ہو، وہ گفتار سے زیادہ کردار کا غازی ہو۔ ایسے شخص کو لوگ اپنا مقتدا تصور کرتے ہیں، اس پر اعتماد کرتے ہیں، ان کی صحبت میں بیٹھنا غنیمت جانتے ہیں۔ اس لیے کردار کو کسی بھی لحاظ سے مجروح کرنے والی چیزوں سے خصوصی اجتناب کرنا چاہیے۔

واعظِ بے عمل!

واعظ کے وعظ کا اوّلین مخاطب خود اس کی ذات ہونی چاہیے کہ خود بھی اس پر عمل کرنا ہے، اس لیے اپنے آپ کو بھلا کر وعظ کہتے جانا اور اس پر عمل ہی نہیں کرنا مذموم حرکت ہے، اور یہ بھی واضح رہے کہ قرآن کریم سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 44: «أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ» کے تحت بیان القرآن میں تحریر فرمایا گیا ہے کہ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بے عمل کو واعظ بننا جائز نہیں، بلکہ یہ نکلتا ہے کہ واعظ کو بے عمل بننا جائز نہیں۔

بیان کے بعد!!

- ✓ بیان کرنے کے بعد بیان سے متعلق مدح وذم کی طرف التفات نہیں ہونا چاہیے، چاہے کوئی تعریف کرے یا مذمت بیان کرے؛اس سے سروکار نہیں ہونا چاہیے، مذمت سے مایوس اور مدح سے مطمئن نہیں ہونا چاہیے، بلکہ خالص اللہ تعالی کی رضا کی خاطر کام کرتے رہنا چاہیے۔
- ✓ اگر کوئی بیان کی تعریف کرے تو اس کو اپنا کمال نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے کرم والا معاملہ فرمایا اور اور عیوب کو چھپا کر لوگوں کی نگاہوں میں رسوائی سے بچایا۔
- ✓ بیان کرنے کے بعد اگر کوئی شخص بیان سے متعلق کسی خامی کی طرف توجہ دلائے تو اس کو خندہ پیشانی سے سننا چاہیے اور غور وفکر کے بعد اگر غلطی واضح ہو جائے تو اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے،اس سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔
- ✓ اپنے بیانات سن کر ان کی خامیوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے،اس سے نہایت ہی فائدہ ملے گا۔

نوٹ: بیان کی افادیت اور بہتری سے متعلق ذکر کی گئی یہ چند باتیں بندہ کے تجربات اور مشاہدات ہیں،ان کی وجہ سے بیان سیکھنے میں نہایت ہی مدد ملے گی، اور دین کے کام کو بہتر سے بہتر انداز میں سرانجام دیا جاسکے گا،البتہ جو حضرات تجربہ کار ہیں تو وہ مذکورہ بالا سیکھنے کے طریقہ کار پر مبنی متعدد امور کے پابند نہیں ہوا کرتے بلکہ ان کی مہارت اور تجربہ ہی کارآمد ہوا کرتا ہے۔

مبین الرحمٰن
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
28جمادی الاولی1439ھ/
15فروری2018
03362579499